# سیدنا با یزید بسطامی

(رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ)

کاوش: حافظ محمد ضیاء الزمان

جامعہ شیخ الاسلام
تعلیم القرآن والحدیث
0300 6661755

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرہ سوز محبت کا کیا تھا اک بار
تادم مرگ زباں سے میری چھالے نہ گئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ
# يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
# تَسْلِيْمًا

اے پناہِ جہاں سلامُ علیک — تکیۂ بیکساں سلامُ علیک
منزلِ تو مقامِ اَوْ اَدْنیٰ — گردِ راہ کہکشاں سلامُ علیک
اے نسیمِ سحر زمورِ حقیر — با سُلیماں رساں سلامُ علیک
من فتادہ بخاکِ کوئے تو اَم — خُذ یدی اے جواں سلامُ علیک
لُطف فرما کہ ما شکستہ تریم — لُطف شایانِ شاں سلامُ علیک
بر ہمہ آلِ پاک و اصحابش — فخر ہر دم بخواں سلامُ علیک

ارمغانِ عقیدت از حضرت صاحبزادہ غلام فخر الدین مدظلہ العالی

سیال شریف

# امام الاولیاء سیدنا بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

امابعد

فاعوذبالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

والله ولی المتقین صدق الله مولانا العظیم

عقیدت ومحبت سے درود پاک

الصلوٰة والسلام علیک یا سیدی یارسول الله

وعلی الک واصحابک یاسیدی یاحبیب الله

محترم سامعین کرام! ہماری سلسلہ وار گفتگو اللہ کریم کے محبوب ومقرب بندوں کے بارے میں ہے۔ آج انشاء اللہ العزیز ہم سیدنا بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں کچھ سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

اولیاء اور مشائخ عظام میں سے ہوئے ہیں اور اپنی ریاضت وعبادت کے ذریعہ قرب الٰہی حاصل کیا اور احادیث بیان کرنے میں آپ کو درک حاصل تھا۔

☆ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ حضرت بایزید کو اولیاء میں وہی اعزاز حاصل ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ملائکہ میں اور مقام توحید میں تمام بزرگوں کی انتہا آپ کی ابتدا ہے کیونکہ ابتدائی مقام میں ہی لوگ سرگرداں ہو کر رہ جاتے ہیں جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ کا فرمان ہے کہ اگر لوگ دو سو سال تک بھی گلشن معرفت میں سرگشتہ رہیں جب کہیں جا کر ان کو وہ ایک پھول مل سکتا ہے جو مجموعی طور پر ابتدا ہی میں مجھے مل گیا۔

☆ شیخ ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں پورے عالم کو آپ کے اوصاف سے لبریز دیکھتا ہوں لیکن اس کے باوجود بھی آپ کے مراتب کو کوئی نہیں جانتا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دادا آتش پرست تھے اور والد بزرگوار کا بسطام کے عظیم بزرگوں میں شمار ہوتا تھا اور آپ کی کرامات کا ظہور شکم مادر ہی میں سے ہونے لگا تھا کیونکہ آپ کی والدہ فرماتی تھیں کہ جس وقت بایزید میرے شکم میں تھا تو اگر کوئی مشتبہ غذا میرے شکم میں چلی جاتی تو اس قدر بیکلی اور بے چینی ہوتی کہ مجھے حلق میں انگلی ڈال کر نکالنا پڑتی۔ حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ راہ طریقت میں سب سے بڑی دولت وہ ہے جو مادرزاد ہو۔ اس کے بعد چشم بینا اور اس کے بعد گوش ہوش لیکن اگر یہ تینوں چیزیں حاصل نہ ہوں تو پھر مرگ ناگہاں بہتر ہے۔

☆ جب آپ مکتب میں داخل ہوئے اور آپ نے سورہ لقمان کی یہ آیت پڑھی کہ ان اشکرلی ولوالدیک یعنی میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا اس وقت اپنی والدہ سے آکر فرمایا کہ مجھ سے دو ہستیوں کا شکر ادا نہیں ہوسکتا لہذا آپ مجھے اللہ کریم سے طلب کرلیں تا کہ میں آپ کا شکر ادا کرتا رہوں یا پھر اللہ کریم کے سپرد کردیں تا کہ اس کے شکر میں مشغول ہو جاؤں۔ والدہ نے فرمایا کہ میں اپنے حقوق سے دست بردار ہو کر تجھے اللہ کریم کے سپرد کرتی ہوں چنانچہ اس کے بعد آپ شام کی جانب نکل گئے اور وہیں ذکر و شغل کو جزو حیات بنا لیا اور مکمل تین سال شام کے میدانوں اور صحراؤں میں زندگی گزاری اور اس عرصہ میں یاد الٰہی کی وجہ سے کھانا پینا سب ترک کر دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ ایک سو سترہ مشائخ سے بھی نیاز حاصل کر کے ان کے فیوض سے سیراب ہوئے۔ انہیں مشائخ میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔

☆ ایک مرتبہ آپ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھے تو انہوں

نے فرمایا کہ اے بایزید فلاں طاق میں جو کتاب رکھی ہے وہ اٹھا لاؤ۔ آپ نے دریافت کیا کہ وہ طاق کس جگہ ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اتنا عرصہ رہنے کے باوجود بھی تم نے طاق نہیں دیکھا۔ آپ نے عرض کیا کہ طاق تو کیا میں نے تو آپ کے روبرو کبھی سر بھی نہیں اٹھایا۔ اس وقت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب تم مکمل ہو چکے لہذا بسطام واپس چلے جاؤ۔

۴ ☆ ایک مقام پر آپ کسی بزرگ سے نیاز حاصل کرنے پہنچے تو جس وقت آپ ان کے نزدیک ہو گئے تو دیکھا کہ انہوں نے قبلہ کی جانت تھوک دیا۔ یہ دیکھ کر آپ ملاقات کئے بغیر واپس آ گئے اور فرمایا کہ اگر وہ بزرگ مدارج طریقت کو جانتا تو شریعت کے منافی کام نہ کرتا اور آپ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ مسجد جاتے وقت راستے میں بھی نہ تھوکتے' سفر حج میں چند قدموں کے بعد آپ نماز ادا کرتے ہوئے فرماتے کہ بیت اللہ دنیاوی بادشاہوں کا دربار نہیں جہاں انسان ایک دم پہنچ جائے اس طرح آپ پورے بارہ سال میں مکہ معظمہ پہنچے لیکن حج کے بعد مدینہ منورہ تشریف نہیں لے گئے اور فرمایا یہ کوئی معقول بات نہیں کہ حج کے طفیل میں مدینہ منورہ جایا جائے۔ اس کی زیارت کے لئے انشاء اللہ پھر کسی دوسرے موقع پر حاضر ہوں گا چنانچہ جب دوسرے سال مدنیہ منورہ روانہ ہوئے تو کئی افراد آپ کے ہمراہ ہو گئے لیکن آپ نے ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ایک دن نماز فجر کے بعد آپ نے لوگوں سے کہا کہ میں تو اللہ ہوں اس کے باوجود بھی لوگ لوگ میری پرستش نہیں کرتے۔ یہ سنتے ہی لوگ آپ کو پاگل سمجھ کر کنارہ کش ہو گئے لیکن درحقیقت یہ الفاظ آپ نے لسان غیب سے فرمائے تھے۔ ایک مرتبہ راہ میں آپ کو ایک ایسی کھوپڑی پڑی ہوئی مل گئی جس پر یہ تحریر تھا۔ صم بکم عمی فھم لا یعقلون یعنی وہ گونگے بہرے اور

اندھے ہیں اس لئے کہ وہ عقل نہیں رکھتے یہ پڑھتے ہی آپ چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے اور ہوش آنے کے بعد اس کھوپڑی کو بوسہ دے کر فرمایا کہ یہ کسی ایسے صوفی کی ہے کہ جو ذکر الٰہی میں اس درجہ سرگرداں ہوگیا کہ نہ تو کان رہے جس سے اللہ کی بات سنے نہ زبان جس سے اس کا ذکر کر سکے اور نہ آنکھ رہی جس سے اس کا جمال دیکھ سکے۔

☆ حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ تم رات کو سکون و چین کے ساتھ نیند لے کر اہل قافلہ سے پیچھے رہ جاتے ہو۔ آپ نے جواب دیا کہ پوری رات سکون کی نیند لینے کے بعد اہل قافلہ سے بچھڑ کر جو پہلے منزل پر پہنچ جائے وہی کامل ہوتا ہے یہ سن کر ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ انہیں مبارک فرمائے۔

مدینہ منورہ سے سفر میں آپ نے اپنے اونٹ پر بے حد بوجھ لا دلیا اور جب لوگوں نے کہا کہ جانور پر اس قدر بوجھ لادنا شان بزرگی کے خلاف ہے تو فرمایا کہ پہلے آپ لوگ غور سے دیکھ لیں کہ بوجھ اونٹ کے اوپر ہے بھی یا نہیں چنانچہ جب لوگوں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ پورا بار اونٹ کی کمر سے اوپر تھا۔ یہ دیکھ کر جب لوگ حیرت زدہ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال پوشیدہ رکھتا ہوں تو دوسروں کو خبر نہیں ہوتی اور ظاہر کر دیتا ہوں تو حیرت زدہ رہ جاتے ہیں۔ ان حالات میں بھلا میں تمہارے ہمراہ کیسے رہ سکتا ہوں اور جب زیارت مدینہ سے فارغ ہوئے اور والدہ کی خدمت کا تصور آیا تو بسطام کے لئے روانہ ہو گئے اور جب اہل شہر کو آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو کافی فاصلہ پر آپ کے استقبال کے لئے پہنچ گئے لیکن اس وقت آپ کو یہ خلجان ہو گیا کہ اگر لوگوں سے ملاقات کرتا ہوں تو یاد الٰہی میں غفلت ہو گی لہذا آپ نے ان لوگوں کو متنفر کرنے کے لئے یہ ترکیب کی کہ رمضان کے باوجود دوکان سے کھانا

خرید کر کھانا شروع کر دیا یہ دیکھتے ہی تمام عقیدت مند واپس ہو گئے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے اجازت شرعی پر عمل کیا لیکن لوگ مجھے برا سمجھ کر منحرف ہو گئے۔

جب سفر سے واپسی پر مکان کے دروازے پر پہنچے اور دروازے سے کان لگا کر سنا تو والدہ صاحبہ وضو کرتے ہوئے یہ کہہ رہی تھیں کہ یا اللہ میرے مسافر کو راحت سے رکھنا اور بزرگوں سے اس کو خوش رکھ کر اچھا بدلہ دینا۔ یہ سن کر پہلے تو آپ روتے رہے پھر دروازے پر دستک دی تو والدہ ماجدہ نے پوچھا کون ہے۔ عرض کی کہ آپ کا مسافر چنانچہ انہوں نے دروازہ کھول کر ملاقات کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے اس قدر طویل سفر اختیار کیا کہ روتے روتے میری بصارت ختم ہو گئی اور کمر غم سے جھک گئی۔ آپ نے فرمایا کہ جس کام کو میں نے بعد کے لیئے چھوڑا تھا وہ پہلے ہی ہو گیا اور وہ میری والدہ کی خوشنودی تھی۔

## ☆ والدہ کا ادب

☆ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جتنے بھی مراتب حاصل ہوئے سب والدہ ماجدہ کی اطاعت سے حاصل ہوئے۔ ایک مرتبہ میری والدہ نے رات کو پانی مانگا۔ لیکن اتفاق سے اس وقت گھر میں قطعاً پانی نہیں تھا۔ چنانچہ میں گھڑا لے کر نہر سے پانی لایا مگر آمدورفت کی تاخیر کی وجہ سے والدہ ماجدہ کو پھر نیند آ گئی اور میں رات بھر پانی لئے کھڑا رہا حتیٰ کہ شدید سردی کی وجہ سے وہ پانی آبخورے میں منجمد ہو گیا اور جب والدہ ماجدہ کی بیداری کے بعد میں نے انہیں پانی پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے پانی رکھ دیا ہوتا اتنی دیر کھڑے رہنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے عرض کیا کہ محض اس خوف سے کھڑا رہا کہ مبادا آپ کہیں بیدار ہو کر پانی نہ پیئیں اور آپ کو تکلیف پہنچے۔ یہ سن کر انہوں نے مجھ کو دعائیں دیں۔ اسی طرح ایک

رات والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ دروازے کا ایک پٹ کھول دو لیکن میں رات بھر اسی پریشانی میں کھڑا رہا کہ نہ معلوم داہنا پٹ کھولوں یا بایاں کیونکہ اگر ان کی مرضی کے خلاف غلط پٹ کھل گیا تو حکم عدولی میں شمار ہوگا چنانچہ انہیں خدمتوں کی برکت سے یہ مراتب مجھ کو حاصل ہوئے۔

## ☆ ریاضت

☆ آپ فرمایا کرتے کہ میں نے بارہ سال تک نفس کو ریاضت کی بھٹی میں ڈال کر مجاہدے کی آگ سے نہایا اور ملامت کے ہتھوڑے سے کوٹتا رہا جس کے بعد میرا قلب آئینہ بن گیا۔ پھر پانچ سال مختلف قسم کی عبادات سے اس پر قلعی چڑھاتا رہا پھر ایک سال تک جب میں نے خود اعتمادی کی نظر سے اس کا مشاہدہ کیا تو اس میں تکبر و خود پسندی کا مادہ موجود پایا چنانچہ پھر مسلسل پانچ سال تک سعی بسیار کے بعد اس کو مسلمان بنایا اور جب اس میں خلائق کا نظارہ کیا تو سب کو مردہ دیکھا اور نماز جنازہ پڑھ کر ان سے اس طرح کنارہ کش ہو گیا جس طرح لوگ نماز جنازہ پڑھ کر قیامت کے لئے مردے سے جدا ہو جاتے ہیں پھر اس کے بعد مجھے واصل الی اللہ کا مرتبہ حاصل ہوا۔

آپ مسجد میں داخل ہونے سے قبل دروازے پر کھڑے ہو کر گریہ زاری کرتے رہتے تھے اور جب وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ میں خود کو حائضہ عورت کی طرح نجس تصور کرتے ہوئے روتا ہوں کہ کہیں میرے داخلے سے مسجد نجس نہ ہو جائے۔ایک مرتبہ آپ سفر حج پر روانہ ہو کر چند منزل پہنچے کے بعد پھر واپس آ گئے اور جب لوگوں نے فسخ عزم کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ راستے میں مجھے ایک حبشی مل گیا اور اس نے مجھے اصرار کے ساتھ یہ کہا کہ خدا کو بسطام میں چھوڑ کر کیوں جاتا ہے چنانچہ میں واپس آ گیا۔

حج کے سفر میں کسی نے پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے؟ فرمایا حج کا پھر اس نے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس کچھ رقم ہے؟ فرمایا دو سو دینار۔ اس نے عرض کیا کہ میں مفلس ہوں اور عیالدار ہوں لہذا یہ رقم مجھ کو دے کر سات مرتبہ میرا طواف کر لیجئے تو اسی طرح آپ کا حج ہو جائے گا۔ آپ نے اس کے کہنے پر عمل کیا اور وہ رقم لے کر رخصت ہو گیا۔ جب آپ کے مراتب میں اضافہ ہونے لگا اور آپ کا کلام عوام کے اذہان سے بالاتر ہو گیا تو آپ کو سات مرتبہ بسطام سے نکالا گیا اور جب آپ نے نکالنے کی وجہ پوچھی تو کہا گیا کہ تم نہایت برے انسان ہو۔ آپ نے فرمایا کہ جس شہر کا سب سے برا انسان بایزید ہو وہ شہر سب سے اچھا ہے۔

ایک شب آپ عبادت خانہ کی چھت پر پہنچے اور دیوار پکڑ کر پوری رات ساکت کھڑے رہے جس کی وجہ سے آپ کو پیشاب میں خون آ گیا اور جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اس کی دو وجوہ ہیں اول یہ کہ آج میں اللہ کریم کی عبادت نہیں کر سکا دوم یہ کہ ایام طفولیت میں مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا تھا۔ چنانچہ ان دونوں چیزوں سے ایسا خوفزدہ تھا کہ میرا قلب خون ہو گیا اور وہ خون پیشاب کے راستے سے نکلا۔

عبادت کے اوقات میں آپ کو یہ خوف لاحق رہتا کہ کہیں کسی کی آواز سے میری عبادت میں خلل واقع ہو جائے اس لئے مکان کے تمام سوراخ بند کر دیتے۔ عیسیٰ بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں تیس سال آپ کے ساتھ رہا لیکن کبھی آپ کو بات کرتے نہیں دیکھا اور آپ کی یہ عادت تھی کہ زانوں میں سر دیئے رہتے اور جب سر اٹھاتے تو پھر فوراً ہی سرد آہ کھینچ کر زانو پر رکھ لیتے اور حضرت سہلکی فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے جیسا بیان کیا وہ قبض کی کیفیت ہوگی۔ ویسے آپ حالت بسط میں لوگوں سے باتیں بھی کرتے اور فیض بھی پہنچاتے تھے۔

## ☆ کیفیت وجد

☆ ایک مرتبہ حالت وجد میں آپ نے یہ کہہ دیا کہ سبحانی ما اعظم شانی یعنی میں پاک ہوں اور میری شان بہت بڑی ہے اور جب اختتام وجد کے بعد ارادت مندوں نے سوال کیا کہ یہ جملہ آپ نے کیوں کہا؟ فرمایا کہ مجھے تو علم نہیں کہ میں نے ایسا کوئی جملہ کہا ہو لیکن اگر آئندہ اس قسم کا کوئی جملہ میری زبان سے نکل جائے تو مجھے قتل کر ڈالنا۔ اس کے بعد دوبارہ حالت وجد میں پھر آپ نے یہی جملہ کہا۔ جس پر آپ کے مریدین قتل کر دینے پر آمادہ ہو گئے لیکن پورے مکان میں انہیں ہر سمت بایزید ہی بایزید نظر آئے اور جب انہوں نے چھریاں چلانی شروع کیں تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے پانی پر چھریاں چل رہی ہوں اور آپ کے اوپر اس کا قطعاً کوئی اثر نہیں ہوا۔ پھر جب کچھ وقفہ کے بعد وہ صورت رفتہ رفتہ ختم ہوتی چلی گئی تو دیکھا کہ آپ محراب میں کھڑے ہیں اور جب مریدین نے واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ اصل بایزید تو میں اور جن کو تم نے دیکھا وہ بایزید نہیں تھے لیکن اگر کوئی معترض یہ کہے کہ انسانی جسم اس قدر طویل کیسے ہوسکتا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جس وقت دنیا میں تشریف لائے تو طوالت کی وجہ سے ان کا سر آسمان سے ٹکراتا تھا اور جب حکم الٰہی سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کے سر پر اپنا پر مارا اس وقت آپ کا قد چھوٹا ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب اس کو بڑے جسم کے چھوٹا کر دینے پر قدرت ہے تو چھوٹے جسم کو بھی بڑا کر دینا اس کی قدرت میں داخل ہے اسی طرح جب تک بچہ شکم مادر میں رہتا ہے تو اس کا وزن بہت ہلکا ہوتا ہے لیکن ولادت ہوتے ہی وزن میں اضافہ ہو جاتا ہے مگر ان چیزوں کو سمجھنے کے لئے مراتب کی واقفیت بہت ضروری ہے۔

☆ آپ مسجد میں چالیس برس مقیم رہے لیکن اس درجہ محتاط تھے کہ مسجد کا اور مسجد سے باہر کا لباس جدا جدا ہوتا تھا اور اس عرصہ میں سوائے مسجد کی دیوار کے آپ نے کسی چیز سے ٹیک نہیں لگائی۔ آپ فرمایا کرتے کہ میں نے چالیس برس تک عام انسانوں کی غذا چکھی تک نہیں کیونکہ میرا رزق کہیں اور سے آتا تھا اور اس دوران اپنے قلب کی نگرانی میں مصروف رہا۔ اس کے بعد جب غور کیا تو ہر سمت بندگی اور خدائی نظر آئی پھر تیس سال خدا کی جستجو میں گزارے اس کے بعد خدا کو طالب اور خود کو مطلوب پایا اور اب تیس سال سے یہ کیفیت ہے کہ جب خدا کا نام لینا چاہتا ہوں تو پہلے تین مرتبہ اپنی زبان کو دھو لیتا ہوں۔

☆ حضرت بوتراب بخشی کا ایک ارادت مند اپنی ریاضت کے اعتبار سے بہت بلند تھا اور آپ اس سے یہ فرمایا کرتے کہ حضرت بایزید کی صحبت تیرے لئے زیادہ سود مند ہوگی لیکن وہ عرض کرتا کہ میں تو بایزید کے رب کو دن میں سو مرتبہ دیکھتا ہوں ان سے بھلا مجھے کیا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ حضرت ابوتراب نے فرمایا کہ ابھی تک تو نے اپنے پیمانے کے مطابق اللہ کا دیدار کیا ہے لیکن ان کی توجہ کے بعد ایسا دیدار ہوگا جس طرح دیدار کا حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا مختلف طریقوں سے مشاہدہ کیا جاسکتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ محشر میں ایک خاص تجلی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ڈالے گا اور ایک تجلی پوری مخلوق پر۔ یہ سننے کے بعد اس مرید کے قلب میں حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کا اشتیاق دیدار پیدا ہوا اور اپنے مرشد کے ہمراہ جس وقت آپ کے مکان پر پہنچا تو آپ کہیں سے پانی بھرنے گئے ہوئے تھے اور جب یہ دونوں ان کی تلاش میں چلے تو دیکھا کہ آپ ایک ہاتھ میں گھڑا اور ایک ہاتھ میں پوستین لٹائے چلے آرہے ہیں لیکن اس مرید پر آپ کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ لرزہ براندام ہو کر زمین پر گر پڑا اور وہیں دم نکل گیا اور جب حضرت

بوتراب نے کہا کہ آپ نے تو ایک ہی نظر میں کام ختم کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے اندر کشف کا ایک خاص مقام باقی رہ گیا تھا جو اس وقت اس کو حاصل ہوا لیکن وہ برداشت نہ کرتے ہوئے جاں بحق ہو گیا۔ جس طرح مصر کی عورتیں حسن یوسف کی تاب نہ لاکر اپنی انگلیاں تراش بیٹھی تھیں۔

☆ حضرت یحییٰ بن معاذ نے جب آپ کو یہ تحریر کیا کہ آپ کی ایسے شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جو ایک جام ازلی سے ایسا مست ہو گیا ہے کہ اس کی مستی ابد تک ختم ہونے والی ہے۔ آپ نے جواب میں تحریر کیا کہ یہاں ایک ایسا فرد بھی موجود ہے جو ازل وابد کے بحر بیکراں کو پی کر بھی یہی کہتا ہے کہ کچھ اور مل جائے۔ پھر ایک مرتبہ یحییٰ بن معاذ نے تحریر کیا کہ میں آپ کو ایک راز بتانا چاہتا ہوں لیکن اس وقت بتاؤں گا جب ہم دونوں جنت میں شجر طوبیٰ کے نیچے کھڑے ہوں گے اور قاصد کو ایک ٹکیہ روٹی دے کر یہ ہدایت بھی کر دی کہ حضرت بایزید سے کہنا کہ اس کو کھالیں یہ آب زمزم سے گوندھی گئی ہے۔ اس کے جواب میں حضرت بایزید نے لکھا کہ جس جگہ خدا کو یاد کیا جاتا ہے وہاں جنت اور طوبیٰ دونوں موجود ہوتے ہیں اور ٹکیہ اس لئے واپس کر رہا ہوں کہ آب زمزم سے گوندھنے کی فضیلت اپنی جگہ مسلم لیکن یہ کیسے معلوم کہ جو بیج بویا گیا تھا وہ کسب حلال کا تھا یا کسب حرام کا۔ اس لئے کہ اس کے اکل حلال ہونے میں مجھ کو شک ہے۔ اس جواب کے بعد یحییٰ بن معاذ بعد نماز عشاء بغرض ملاقات بسطام پہنچے لیکن یہ خیال کر کے کہ کہیں آپ کو تکلیف نہ ہو اور کسی جگہ مقیم ہو گئے اور صبح کو جب آپ کے یہاں حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ آپ قبرستان میں ہیں چنانچہ جب حضرت یحییٰ قبرستان پہنچے تو دیکھا کہ آپ انگوٹھوں کے بل کھڑے ہوئے مصروف عبادت ہیں اور ایسا محسوس ہوا کہ جیسے پوری رات اسی طرح کھڑے ہوئے گزار دی ہے پھر فراغت کے بعد جب

اچھی طرح دن نکل آیا تو آپ نے یہ دعا پڑھی۔اعوذ بك ان اسئلك من هذا المقام میں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں اس بات کی کہ میں تجھ سے اس مقام کا حال دریافت کروں۔

اس کے بعد حضرت یحییٰ نے پیش قدمی کرتے ہوئے سلام کیا اور رات کے واقعات دریافت کئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بیس مدارج عطا کرنے چاہے لیکن وہ سب حجاب کے تھے اس لئے میں نے قبول نہیں کئے۔پھر حضرت یحییٰ نے پوچھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے معرفت کیوں نہیں طلب کی یہ سنتے ہی آپ نے چیخ کر کہا کہ بس خاموش ہو جا۔اس لئے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس شے سے واقف ہو جاؤں جس کے لئے میری تمنا یہ ہے کہ اللہ کریم کے سوا اس سے کوئی واقف نہ ہو اور یہ بات تم خود سوچ لو کہ جہاں معرفت خداوندی کا وجود ہو وہاں مجھ جیسے گنہگار کا گزر کہاں کیونکہ اللہ کریم کی مرضی میں شامل ہے کہ معرفت کو اس کے علاوہ کوئی نہ جان سکے پھر حضرت یحییٰ نے عرض کیا کہ آج کی شب جو مراتب آپ کو عطا ہوئے ان کا کچھ فیض مجھے بھی پہنچا دیجئے۔حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر تجھ کو صفات آدم' قدس جبرئیل' خلعت ابراہیم شوق موسیٰ پاکیزگی عیسیٰ اور حب محمد ﷺ سب ہی کچھ عطا کر دیئے جائیں جب بھی خوش نہ ہونا کیونکہ یہ سب کچھ حاجات میں صرف اللہ کریم سے اللہ کریم ہی کو طلب کرتے رہنا تا کہ سب کچھ حاصل ہو جائے۔

☆ ایک مرتبہ قبرستان سے تشریف لا رہے کہ ایک بسطامی نوجوان بربط بجا رہا تھا تو آپ نے اس کو دیکھ کر لاحول پڑھی اور اس نوجوان نے بربط کو اتنی زور سے آپ کے سر پر دے مارا کہ سر پھٹ گیا اور بربط ٹوٹ گیا لیکن آپ نے گھر واپس آ کر اس نوجوان کو بربط کی قیمت اور کچھ حلوہ وغیرہ بھیجتے ہوئے پیغام دیا کہ اس رقم سے دوسرا بربط خرید لو اور حلوہ وغیرہ خوب کھاؤ تا کہ شکستہ بربط کا غم دور ہو جائے۔اس

کے بعد اس نو جوان نے حاضر ہو کر معذرت طلب کی اور ہمیشہ کے لئے وہ اور اس کا ایک ساتھی دونوں تائب ہو گئے۔

ایک مرتبہ آپ ارادت مندوں کے ہمراہ ایک تنگ گلی سے گزر رہے تھے کہ سامنے سے ایک کتا آ گیا چنانچہ آپ نے اور مریدین نے راستہ چھوڑ دیا اور وہ کتا نکلا چلا گیا۔ اسی وقت کسی مرید نے پوچھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے تو پھر آپ نے کتے کے لئے راستہ کیوں چھوڑ دیا۔ اس سے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کتے کو ہم پر برتری حاصل ہے اور یہ بات خلاف عقل بھی ہے اور خلاف شرع بھی۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کتے نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ ازل میں مجھ کو کتا اور آپ کو سلطان العارفین کیوں بنایا گیا۔ اس پر میرا کیا قصور تھا اور آپ کی کیا فضیلت تھی چنانچہ میں نے اس خیال سے کہ اللہ کا کتنا بڑا انعام ہے کہ اس نے مجھے کتے پر فضیلت عطا کر دی۔ اس لئے میں نے راستہ چھوڑ دیا پھر ایک اور مرتبہ راہ میں کتا ملا تو آپ نے دامن سمیٹ لیا جس پر اس کتے نے عرض کیا کہ آپ نے دامن کیوں بچایا اس لئے کہ اگر میں بھیگا ہوا نہیں ہوں تو مجھ سے ناپاکی کا خطرہ نہیں اور اگر بھیگا ہوا ہوتا تو آپ اپنے کپڑے پاک کر سکتے تھے لیکن یہ تکبر جس کا آپ نے مظاہرہ فرمایا یہ تو سات سمندروں کے پانی سے بھی پاک نہیں ہوسکتا۔ آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے اس لئے کہ تیرا تو ظاہر نجس ہے اور میرا باطن۔ لہذا ہم دونوں کو ایک ساتھ رہنا چاہئے تا کہ کچھ پاکیزگی میرے باطن کو بھی حاصل ہو جائے لیکن کتے نے کہا کہ ہم دونوں کا ساتھ رہنا ممکن نہیں کیونکہ میں مردود ہوں اور آپ مقبول بارگاہ۔ دوسرے یہ کہ میں دوسرے دن کے لئے ایک ہڈی بھی جمع نہیں کرتا اور آپ سال بھر کا غلہ جمع کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ صد حیف جب میں کتے کے ہمراہ رہنے کے قابل بھی نہیں تو پھر اللہ کریم کا قرب کیسے حاصل ہوسکتا ہے اور پاک ہے اللہ جو بدترین مخلوق کی باتوں سے بہترین مخلوق کو درس عبرت دیتا

ہے۔

☆ ایک یہودی جو آپ کا پڑوسی تھا وہ کہیں سفر میں چلا گیا اور افلاس کی وجہ سے اس کی بیوی چراغ تک روشن نہیں کر سکتی تھی اور تاریکی کی وجہ سے اس کا بچہ تمام رات روتا رہتا تھا چنانچہ آپ ہر رات اس کے یہاں چراغ رکھ آتے اور جس وقت وہ یہودی سفر سے واپس ہوا تو اس کی بیوی نے تمام واقعہ سنایا جس کو سن کر اس نے کہا کہ کس قدر افسوسناک ہے یہ بات کہ اتنا عظیم بزرگ ہمارا پڑوسی ہو اور ہم گمراہی میں زندگی گزاریں چنانچہ میاں بیوی دونوں آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

☆ حضرت شیخ ابوسعید میخوارانی آپ کی خدمت میں بغرض امتحان حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی پسند بھانپ کر فرمایا کہ تو ابوسعید راعی کے پاس چلے جاؤ وہ میرا مرید بھی ہے اور میں نے اپنی تمام ولایت اسی کے حوالے کر دی ہے چنانچہ جب وہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ مشغول عبادت ہیں لہذا یہ انتظار میں کھڑے رہے اور فراغت عبادت کے بعد جب انہوں نے پوچھا کہ کیا چاہتے ہو تو آپ نے عرض کیا کہ تازہ انگور۔ چنانچہ ابوسعید راعی نے ایک چھڑی کے دو ٹکڑے کر کے ایک اپنے اور ایک ان کے قریب زمین میں دفن کر دیئے اور تھوڑے ہی وقفہ میں دونوں مقامات سے انگور کے سرسبز درخت نمودار ہوئے شروع ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ان میں انگور بھی لگ گئے۔ فرق صرف یہ رہا کہ ابوسعید میخوارانی کے قریب کے درخت میں سیاہ اور ابوسعید راعی کے قریب کے درخت میں نہایت نفیس سفید قسم کے انگور تھے اور جب ابوسعید میخوارانی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ مجھے تو صدق و یقین کا درجہ حاصل ہے اور تمہیں امتحان منظور تھا۔ اس لئے اللہ نے دونوں درختوں سے دونوں کی قلبی کیفیت ظاہر فرما دی اس کے بعد آپ نے

ایک کمبل دے کر یہ ہدایت کر دی کہ اس کو بحفاظت رکھنا اور کہیں گم نہ کر دینا۔ چنانچہ وہ کمبل لے کر حج کرنے چلے گئے لیکن کمبل انتہائی احتیاط کے باوجود بھی عرفات میں گم ہو گیا اور جب بسطام واپس آئے تو دیکھا کہ وہی کمبل ابو سعید راعی کے پاس موجود ہے۔

لوگوں نے جب آپ سے یہ سوال کیا کہ آپ کا مرشد کون ہے؟ فرمایا کہ ایک بوڑھی عورت اس لئے کہ میں ایک مرتبہ جنگل میں تھا کہ ایک بڑھیا سر پر آٹا رکھے ہوئے ملی اور مجھ سے کہنے لگی کہ یہ آٹا میرے مکان تک پہنچا دو۔ اسی دوران مجھے ایک شیر نظر آ گیا اور میں نے آٹا اس کی کمر پر رکھ کر بڑھیا سے کہا کہ جاؤ یہ تمہارے گھر پر پہنچا دے گا۔ لیکن تم یہ بتاتی جاؤ کہ شہر میں جا کر لوگوں سے کیا کہو گی۔ بڑھیا نے کہا کہ میں یہ کہوں گی کہ آج جنگل میں میری ملاقات ایک خودنما ظالم سے ہو گئی۔ آپ نے پوچھا کہ مجھے خودنما ظالم کا خطاب کیوں دیا۔ بڑھیا نے کہا کہ شریعت نے شیر کو مکلف نہیں بنایا اور تم ایک غیر مکلف کی پشت پر اپنا بوجھ لاد رہے ہو۔ یہ ظلم نہیں تو پھر کیا ہے اور دوسرا عیب تمہارے اندر یہ ہے کہ تم خود کو لوگوں پر صاحب کرامت ظاہر کرنا چاہتے ہو اور اسی کا نام نمائی ہے۔ چنانچہ میں نے بڑھیا کی بات سے ایسی نصیحت و عبرت حاصل کی کہ ہمیشہ کے لئے ایسی چیزوں کے اظہار سے توبہ کر لی۔ بس اس وجہ سے میں اس بڑھیا کو اپنا مرشد تسلیم کرتا ہوں اور اب میری یہ حالت ہے کہ ہر کرامت پر میں اللہ تعالیٰ کی تصدیق کا طالب ہوں اور اس تصدیق کے لئے اس دن سے ایک نور ظاہر ہوتا ہے جس پر سبز حروف میں یہ کلمات تحریر ہوتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نوح نجی اللہ، ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ علیہم السلام جس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ پانچ شہادتیں میری کرامت کی شاہد ہیں۔

☆ حضرت احمد خضرو یہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواب میں جمال خداوندی سے میں

مشرف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم سب تو ہم سے اپنی ضروریات کی چیزیں طلب کرتے ہو لیکن بایزید ہم سے ہمیں کو مانگتا ہے۔

☆ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے ملاقات کرنے والوں میں بعض کو رحمت حاصل ہوتی ہے اور بعض کو لعنت کیونکہ جو لوگ میری مدہوشی کے عالم میں ملاقات کرتے ہیں وہ تو میری حالت سے متاثر ہو کر غیبت کے مرتکب ہو جاتے ہیں اور غیبت کی وجہ سے لعنت میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور جو لوگ اس وقت آتے ہیں جب مجھ پر حق کا غلبہ ہوتا ہے تو ان کو رحمت حاصل ہوتی ہے پھر فرمایا کہ کاش قیامت جلدی سے آ جائے تا کہ میں جہنم کے قریب مقیم ہو جاؤں اور میرے قیام کی وجہ سے جہنم سرد پڑ جائے تا کہ اہل جہنم کو میری ذات سے آرام وسکون حاصل ہو سکے۔

☆ بعض لوگوں نے آپ سے بیان کیا کہ حضرت حاتم اصم یہ کہتے ہیں کہ جو قیامت میں اہل جہنم کی شفاعت نہ کرے وہ میرا مرید نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جو محشر میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہو کر اور اہل جہنم کو جنت میں بھیجنے کے لئے خود کو جہنم میں نہ گرا دے گا وہ میرا مرید نہیں۔

☆ کسی بزرگ نے مراقبہ کے بعد سوال کیا کہ اس وقت آپ کہاں تھے؟ فرمایا کہ بارگاہ خداوندی میں اس وقت انہوں نے کہا کہ میں بھی تو وہیں تھا۔ لیکن میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے اور اللہ تعالیٰ کے مابین ایک حجاب تھا اور میں ذات باری کے بالکل سامنے تھا اسی وجہ سے آپ مجھے نہ دیکھ سکے۔ پھر فرمایا کہ جو شخص اتباع سنت کے بغیر خود کو صاحب طریقت کہتا ہے وہ کاذب ہے کیونکہ اتباع شریعت کے بغیر طریقت کا حصول ممکن نہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے بذریعہ الہام اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عبادت و خدمت تو بہت ہے لیکن اگر تو ہماری ملاقات کا متمنی ہے تو ہماری بارگاہ میں وہ شے

شفاعت کے لئے بھیج جو ہمارے خزانے میں نہ ہو آپ نے سوال کیا کہ وہ کونسی شے ہے؟ فرمایا کہ عجز وانکساری حاصل کر کیونکہ ہمارا خزانہ ان چیزوں سے خالی ہے اور ان کو حاصل کرنے والے ہمارا قرب حاصل کر لیتے ہیں۔

☆ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ جنگل میں میرے اوپر محبت کی ایسی بارش ہوئی کہ پوری زمین برف کی طرح یخ ہو گئی اور میں اس میں گردن تک غرق ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے نماز کے ذریعہ استقامت اور روزے کے ذریعے سوائے بھوکا رہنے کے اور کچھ حاصل نہیں کیا اور جو کچھ بھی ملا وہ سب فضل خداوندی سے حاصل ہوا اور اپنی سعی سے کچھ نہیں مل سکا۔ پھر فرمایا کہ دو عالم کی دولت سے یہ بات بہتر ہے کہ انسان خدا کے فضل سے ہٹ کر اپنی ذاتی سعی سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا پھر بھی انسان کو سعی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس لئے سعی بہت ضروری ہے لیکن سعی کے بعد جو کچھ حاصل ہو اس کو محض اللہ کا فضل تصور کرنا چاہئے۔

☆ جس وقت آپ صفات خداوندی بیان فرماتے تو اپنی اصلی حالت میں رہتے لیکن جب ذات خداوندی موضوع گفتگو ہوتی تو بے خودی کے عالم میں یہ کہتے رہتے کہ میں سر کے بل سے آ رہا ہوں۔ اللہ مجھ سے بہت نزدیک ہے۔ ایک مرتبہ کسی مرید نے کہا کہ مجھے اس پر حیرت ہوتی ہے کہ جو خدا کو جانتے ہوئے بھی عبادت نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بندے پر حیرت ہوتی ہے جو خدا کو پہنچاننے کے بعد عبادت کرتا ہے یعنی یہ حیرت ہے کہ خدا کو پہچان کر ہوش میں کیسے رہتا ہے۔

☆ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے پہلی مرتبہ حج کیا تو کعبہ کی زیارت کی اور دوسری مرتبہ کعبہ اور صاحب کعبہ دونوں کی زیارت سے مشرف ہوا اور تیسری مرتبہ کچھ بھی نظر نہیں آیا کیونکہ بار الٰہی میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ کسی نے دروازے پر آواز دی تو آپ نے پوچھا

کس کی تلاش ہے۔ جواب ملا کہ بایزید کی۔ فرمایا کہ میں تو تیس سال سے اس کی تلاش میں ہوں لیکن آج تک نہیں ملا اور جس وقت یہ واقعہ حضرت ذوالنون کے سامنے بیان کیا گیا تو فرمایا کہ وہ خاصان خدا کی طرح خدا میں ضم ہو گئے تھے۔

☆ جب لوگوں نے آپ کے مجاہدات کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ اگر میں اعلیٰ مجاہدات کا ذکر کروں تو تمہارے فہم سے بالاتر ہے لیکن میرا معمولی مجاہدہ یہ ہے کہ ایک دن میں نے اپنے نفس کو عبادت کے لئے آمادہ کرنا چاہا تو وہ منحرف ہو گیا لیکن میں نے بھی اس سزا میں پورے ایک سال تک اس کو پانی سے محروم رکھا اور کہا یا تو عبادت کے لئے تیار ہو جا ورنہ تجھے اسی طرح پیاس سے تڑپاتا رہوں گا۔ آپ اس درجہ مستغرق تھے کہ ایک ارادت مند جو تیس سال سے آپ کا خادم بنا ہوا تھا وہ جب بھی سامنے آتا آپ پوچھتے کہ تیرا کیا نام ہے۔ ایک مرتبہ اس نے عرض کیا کہ آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں جب بھی سامنے آتا ہوں آپ نام پوچھتے ہیں۔ فرمایا کہ میں مذاق نہیں کرتا بلکہ میرے قلب و روح میں اس طرح اللہ کا نام جاری و ساری ہے کہ اس کے نام کے سوا مجھے کسی کا نام یاد نہیں رہتا۔

☆ جب لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ اعلیٰ مراتب آپ کو کیسے حاصل ہوئے؟ فرمایا کہ ایک مرتبہ بچپن میں چاندنی رات تھی اور میں شہر سے باہر نکل گیا وہاں مجھے ایک ایسا دربار نظر آیا کہ جس کے مقابلہ میں ساری دنیاء ہیچ معلوم ہونے لگی۔ اس وقت میں نے خدا سے عرض کیا کہ ایسا بے نظیر دربار دنیا کی نگاہوں سے کیوں پوشیدہ ہے؟ ندا آئی کہ اس دربار میں وہی آسکتے ہیں جو اس کے قابل ہیں کیونکہ یہاں نااہل لوگوں کی رسائی ممکن نہیں۔ اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ میں تمام عالم کی شفاعت طلب کروں تاکہ وہ بھی اس دربار کے قابل بن جائیں۔ لیکن اس خیال سے خاموش ہو گیا کہ شفاعت تو حضور اکرم ﷺ ہی کے لئے مخصوص ہے۔

پھر ندا آئی کہ تو نے ہمارے حبیب ﷺ کا پاس ادب کیا اس کے معاوضے میں ہم تجھ کو دو مرتبہ عطا کرتے ہیں کہ تا حشر تیرا نام سلطان العارفین بایزید تمام مخلوق کی زبان پر رہے اور جس وقت یہ واقعہ حضرت ابونصر قشیری کے سامنے بیان کیا گیا تو فرمایا کہ درحقیقت وہ ایسے ہی ممتاز زمانہ ہیں اور جتنے مراتب ان کو عطا فرمائے وہ سب ان کی علو ہمتی کی وجہ سے تھے۔

☆ آپ عشاء کی چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے ہوئے فرماتے کہ یہ نماز قابل قبول نہیں یہ کہہ کر پھر چار رکعت نماز ادا کرتے اور پھر یہی فرماتے کہ یہ بھی قابل قبول نہیں حتیٰ کہ اسی طرح رات ختم ہو جاتی اور صبح کو اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے کہ میں نے تیری بارگاہ کے لائق نماز کی بہت کوشش کی مگر محروم رہا کیونکہ جیسا میں خود ہوں ویسی ہی میری نماز ہے لہذا مجھے اپنے بے نمازی بندوں میں شمار کر لے۔

محترم سامعین کرام! آپ کے بہت سارے فرامین مبارک ہیں چند ایک آپ کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں جن پر پورا پورا عمل کرنے کی کوشش کریں اور اجر عظیم حاصل کریں۔

☆ آپ نے فرمایا۔ جس کام کو میں سب کاموں سے بعد جانتا تھا وہ مقدم کام تھا یعنی والدہ کی رضامندی۔

☆ آپ نے فرمایا۔ جس چیز کو میں مجاہدات وریاضات میں تلاش کرتا پھرتا تھا وہ میں نے گھر میں آسانی سے حاصل کر لی یعنی والدین کی خدمت۔

☆ فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ قیامت جلدی آئے تاکہ میں اپنا خیمہ دوزخ کے کنارے پر لگا کر بیٹھ جاؤں تاکہ دوزخ مجھ کو دیکھ کر پست ہو جائے اور میں خلقت کے لیئے راحت کا سبب بنوں۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے اس کی بارگاہ میں مناجات کی اور کہا کہ کس

طرح تیری رسائی ہو آواز آئی کہ بایزید پہلے اپنے آپ کو تین طلاق دے پھر ہمارا نام لے۔آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بہشت کے آٹھوں دروازے میری جھونپڑی پر کھول دے اور دونوں عالم کی ولایت جاگیر کے طور پر مجھ کو مل جائے تو بھی میں اس ایک آہ کو جو صبح کے وقت اس کے شوق میں میری جان سے نکلتی ہے نہ دوں بلکہ ایک سانس کو بھی جو درد سے لیتا ہوں کائنات کے عوض بھی نہ دوں۔آپ فرماتے ہیں کہ مدت تک کعبہ کا طواف کرتا رہا لیکن جب خدا تک پہنچ گیا تو خانہ کعبہ میرا طواف کرنے لگا۔

☆ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنے دل کو طلب کرتا رہا مگر نہ پایا صبح کو ندا آئی کہ بایزید ہم سے ہمارے سوا کوئی اور چیز طلب کرتا ہے؟ دل سے تجھ کو کیا واسطہ؟

☆ آپ فرماتے ہیں کہ مرد وہ نہیں ہے۔ جو کسی چیز کے پیچھے چلے بلکہ وہ شخص مرد ہے۔ جو جہاں کہیں بھی ہو چیزیں اس کے گرد دوڑیں اور جس چیز سے خطاب کرے اسی سے جواب سنے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ خداوند کریم نے مجھ کو ایسا مرتبہ عطا کیا کہ تمام کی تمام کائنات کو اپنی دو انگلیوں میں دیکھتا ہوں۔

☆ فرمایا کہ مرید کو جب اطاعت کا مزہ دیا جاتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے لیکن یہی خوشی اس کے لئے ایک حجاب بن جاتی ہے۔

☆ فرمایا کہ عارف کا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات پائی جاتی ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ اگر مجھ کو خلقت کے گناہوں کے عوض آگ میں جلایا جائے اور میں صبر کروں پھر بھی اس وجہ سے مجھ کو اس کی محبت کا دعویٰ ہے (میں کہوں گا) کہ میں نے کچھ کام نہیں کیا اور اگر میرے اور ساری خلقت کے گناہ بخش دیئے جائیں تو (یہ کام) اس کی رحمت کے مقابلے میں بالکل ہیچ ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جن کو دیدار الٰہی کے مقابلے میں اگر ان کے سامنے بہشت پیش کی جائے تو وہ اس قدر فریاد کریں جتنی کہ دوزخ کے لوگ دوزخ سے کریں گے۔

☆ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک ذرہ بھر بہشت کے ہزاروں محلوں سے بدرجہا بہتر ہے۔لوگوں نے عرض کی کہ کیا اللہ تعالیٰ لوگوں کو اپنی رضامندی سے بہشت میں نہیں لے جاتا۔فرمایا۔ہاں جب وہ کسی کو اپنی رضا دیتا ہے تو بہشت کو لے کر وہ کیا کرے گا۔(اس کی رضا کے مقابلے میں بہشت بے معنی ہے)۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ کوئی گناہ تم کو اس قدر نقصان نہیں پہنچا سکتا جس قدر کہ ایک مسلم بھائی کو بے عزت کرنا۔

☆ فرمایا کہ دنیا اہل دنیا کے لیئے غرور ہی غرور ہے۔مگر آخرت اہل آخرت کے لئے سرور ہی سرور ہے اور اللہ تعالیٰ کی دوستی اہل معرفت کے لئے سراسر نور ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ جب عارف چپ ہو جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بات کرے۔جب وہ آنکھوں کو بند کرتا ہے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ آنکھ کھولنے پر دیدار حق کا جلوہ دیکھے اور سر بزانو ہونے کے وقت اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے تک سر کو نہ اٹھائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اس کی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ عشق الٰہی نے ماسوا کو دور کر دیا اور اس کا نشان تک باقی نہ رہنے دیا۔جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بیگانہ ہو گیا۔

☆ آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ کریم مجھ کو جہنم میں جھونک دے اور میں صبر کروں تب بھی اس کی محبت کا حق ادا نہیں ہوتا اور اگر اللہ کریم مجھ کو پوری کائنات بخش دے تب بھی اس کی رحمت کے مقابلہ میں قلیل ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ یہ ناممکن بات ہے کہ خدا شناس ہو کر خدا کو کوئی شخص دوست نہ رکھے یعنی بغیر محبت کے معرفت کی قدر کچھ نہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ ایک ندی کتنی زور شور سے آتی ہے لیکن جب دریا میں مل جاتی ہے تو بالکل ساکن ہو جاتی ہے اور ندی کے شامل ہونے یا نہ ہونے سے دریا میں کسی قسم کی کمی یا بیشی نہیں ہوتی۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا عارف ہے وہ کسی ماسوا کے ذکر میں زبان نہیں کھول سکتا۔

☆ آپ نے فرمایا کہ عارف کا ادنیٰ ترین فرض یہ ہے کہ جملہ ماسوا سے بیزار ہو جائے اگر اس کی دوستی میں کائنات کو بھی ترک کر دے تو تھوڑا ہے۔

☆ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عارف کا ثواب خود اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔
آپ فرماتے ہیں کہ عارف لوگ عیاں میں مکان کو دیکھتے ہیں اور عین میں نشان نہیں بناتے اگر عرش تا فرش لاکھوں آدمی ہوں اور ان کی اولاد کی اولاد جن میں جبرائیل علیہ السلام میکائیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتوں کا سا درجہ رکھنے والے عارف کے دل میں رکھ دیئے جائیں تو معرفت الٰہی کے مقابلے میں ان سب کی موجودگی محض ہیچ ہو اور ان کے آنے جانے کی اطلاع تک بھی اس کو نہ ہو۔ اگر معاملہ اس کے برخلاف ہے تو وہ صرف مدعی ہے عارف نہیں ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ عارف کو معروف دیکھ سکتا ہے جب عالم عارف کے پاس بیٹھتا ہے تو کہتا ہے کہ میں کیا کروں لیکن عارف کہتا ہے کہ وہ کیا کرتا ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ دوستانِ الٰہی کے دل میں کبھی بہشت کا خیال تک نہیں آنے پاتا۔ باوجودیکہ اہل محبت محض محبت کی وجہ سے مجبور ہیں۔ پھر بھی وہ ان لوگوں کا سا کام کرتے ہیں جو سوئے ہوئے ہوں یا جاگتے۔ مطلوب کے طالب نہیں اور دوستداری کی طلب سے قطعی فارغ ہیں اور مشاہدہ حق کے مغلوب ہیں کیونکہ عاشق

کے لئے عشق کو دیکھنا گناہ ہے اور مطلوب کے مقابلے میں طلبگاری کا خیال سرکشی کے مترادف ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے دلوں پر ظاہر ہوا تو بعض دلوں کی یہ کیفیت ہوگئی کہ وہ اس کی معرفت کے بوجھ کو اٹھا نہ سکے اور اس کی عبادت میں لگ گئے اور کہ اللہ تعالیٰ کا بوجھ اس کے وہی جمال اٹھا سکتے ہیں جو مشاہدہ کا مجاہدہ اور ریاضت کر چکے ہیں۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ لوگو ایسی کوشش کرو کہ تم کو سوائے حق کے اور کچھ دکھائی ہی نہ دے اور حق کے ساتھ تمہاری ساری عمر بسر ہو جائے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ جس کسی کو اللہ تعالیٰ اپنا دوست بناتا ہے اس کو اپنی تین خصلتیں عطا کر دیتا ہے دریا جیسی سخاوت' زمین جیسی عاجزی یا تواضع اور آفتاب کی طرح شفقت۔

آپ فرماتے ہیں کہ حاجی لوگ خانہ کعبہ کے گرد بدنی طواف کرتے ہیں اور بقاء الٰہی کے طالب ہوتے ہیں لیکن اہل محبت عرش الٰہی کے گرد دلی طواف کرتے ہیں اور اس کی بقاء کے طالب ہوتے ہیں۔

☆ فرمایا کہ علوم میں ایک ایسا علم بھی ہے جو عالم لوگوں کو معلوم نہیں۔ اسی طرح زہد میں ایک ایسا زہد ہے جس کو زاہد لوگ نہیں جان سکتے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ برگزیدہ کرتا ہے اس پر ایک فرعون بھی مقرر کر دیتا ہے تا کہ وہ اس برگزیدہ ہستی کو تکلیف پہنچائے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ نیک کام کرنے سے نیک لوگوں کی صحبت اچھی ہے اسی طرح برے لوگوں کی صحبت برے کام کرنے سے بری ہے۔

☆ آپ نے فرمایا کہ عارف وہ ہے جس کو کوئی کسی قسم کا شور وشغب' شغل یا کدورت

مکدر نہ کر سکے۔ بلکہ کدورت خود صاف ہو جائے۔

☆ آپ نے فرمایا کہ دوزخ اس شخص کے لئے عذاب ہے جو اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچانتا اور خدا شناس لوگ دوزخ کے لئے عذاب ہیں۔

☆ آپ نے فرمایا کہ عارف وصال الٰہی کے سوا اور کسی بات سے خوش نہیں ہوتا۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ یا تو تم اپنے آپ کو ایسا ظاہر کرو جیسے کہ تم ہو یا ایسا بن جاؤ جیسا کہ تم ظاہر کرتے ہو۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ عارف کا دل ایسے چراغ کی مانند ہے جو فانوس کے اندر سے ہر سمت اپنا نور پھیلاتا رہتا ہے۔ جس کی شعاعیں تمام عالم ملکوت کو منور کرتی رہتی ہوں۔ ایسے شخص کو تاریکی کا کیا خدشہ ہو سکتا ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ خلقت کی ہلاکت کے دو سبب ہیں اول مخلوق کی عزت نہ کرنا۔ دوسرے خالق کا ناشکر گزار ہونا۔

ایک دفعہ لوگوں نے سوال کیا کہ فرض کیا ہے اور سنت کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی صحبت فرض اور دنیا کا ترک کرنا سنت ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرید نے رخت سفر باندھا اور روانگی کے وقت آپ سے وصیت طلب کی۔ فرمایا کہ تین خصلتوں کا خیال رکھنا۔

اول یہ کہ اگر تجھ کو کسی بداخلاق سے واسطہ پڑے تو اس کی بدخلقی کو اپنی خوش خلقی میں تبدیل کر لینا۔

دوم یہ کہ اگر کوئی تجھ پر احسان کرے تو اول خدا کا شکریہ ادا کرنا اور پھر محسن کا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نے اس کے دل کو تجھ پر مہربان کیا ہے۔

تیسرے یہ کہ اگر تجھ کو کوئی مصیبت پیش آ جائے تو فوراً اپنی عاجزی کا اقرار کرنا اور فریاد کرنا کہ میں اس مصیبت کو برداشت نہیں کر سکتا۔

زہد کے متعلق آپ سے سوال کیا تو فرمایا کہ زہد کی کوئی قیمت نہیں ہوسکتی کیونکہ میں صرف تین دن زاہد رہا۔ پہلے دن دنیا میں دوسرے دن آخرت میں تیسرے روز ماسوا میں۔اس وقت فرشتے نے آواز دی اور کہا کہ بایزید تو ہمارے جیسی طاقت نہیں رکھتا۔ میں نے کہا کہ میری مراد بھی یہی ہے۔ پھر آواز آئی کہ تو نے پالیا پالیا۔آپ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس حد تک خوش ہوں کہ اگر کسی کو علیین تک لیا جائے اور مجھ کو اسفل کی طرف تو بھی میں اس بندے کی نسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ خوش رہوں گا۔

پوچھا کہ آپ کی باتیں دوسرے بزرگوں کی باتوں سے نہایت اعلیٰ ہیں کیا وجہ ہے۔فرمایا کہ وہ صفا اور معاملے کے متعلق باتیں بیان کرتے ہیں لیکن میں صفا اور محبت کی باتیں بیان کرتا ہوں۔ وہ تُو اور میں کہتے ہیں لیکن میں صرف تُو اور تُو کہتا ہوں۔لوگوں نے پوچھا کہ آپ بھوک کی اس قدر تعریف کیوں کرتے ہیں۔فرمایا کہ اگر فرعون بھوکا ہوتا تو انا ربکم اعلیٰ نہ کہتا متکبر کو معرفت الٰہی کبھی میسر نہیں ہوتی۔ سوال کیا کہ متکبر کون ہوتے ہیں فرمایا۔جس کو تمام کائنات میں اپنا نفس زیادہ اچھا نظر آئے۔ پھر پوچھا کہ آپ پانی پر چلتے ہیں۔فرمایا کہ لکڑی کا ٹکڑا بھی پانی پر تیرتا ہے پھر پوچھا کہ آپ ہوا میں اڑتے ہیں۔فرمایا کہ پرندے بھی ہوا میں اڑتے ہیں۔ پھر پوچھا کہ آپ ایک رات میں کعبہ مکرمہ میں پہنچتے ہیں فرمایا کہ جادوگر بھی ایک رات میں ہند سے دماوند میں پہنچ جاتا ہے۔سوال کیا گیا کہ پھر مردوں کا آخر کونسا کام ہے۔فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے دل نہ لگائیں۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ میں خیال کیا کرتا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں لیکن جب غور سے کام لیا تو معلوم ہوا کہ وہ پہلے ہی مجھ سے محبت کرتا تھا۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ ہر شخص عمل کے دریا میں غرق ہوتا ہے یعنی ریاضت کا خیال

کرتے ہیں لیکن میں مراد کے سمندر میں غرق ہوا یعنی عنایت الٰہی سے امیدوار ہوا۔

نقل ہے کہ کسی نے آپ سے عرش کی نسبت سوال کیا۔ فرمایا ''میں ہوں'' پھر پوچھا کہ کرسی کیا ہے فرمایا ''میں ہوں'' پھر پوچھا کہ کہتے ہیں ابراہیم' موسیٰ اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ فرمایا ''میں ہوں'' لوگوں نے عرض کی کیا اللہ تعالیٰ کے بندے حضرت جبرائیل' اسرافیل' میکائیل علیہم السلام جیسے بھی ہیں۔ فرمایا ''میں ہوں'' چنانچہ جو شخص یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ تب آپ نے فرمایا کہ جو شخص حق تعالیٰ میں محو ہو جاتا ہے وہ حق بن جاتا ہے اور جو کچھ ہے حق ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

☆ بھوک میں نجات ہے اگر فرعون بھوکا ہوتا تو انا ربکم الاعلیٰ میں معبود ہوں کبھی نہ کہہ پاتا۔

☆ برے اعمال اللہ تعالیٰ کے ساتھ دانستہ دشمنی کے مترادف ہیں۔

☆ ایک مرید نے کہا ''میں بتیس سال سے آپ کے پاس رہ رہا ہوں آپ ہر روز مجھ سے میرا نام پوچھتے ہیں۔ آپ بولے ''میں مذاق نہیں کرتا'' جب سے دل میں اس کا نام آیا ہے کچھ یاد نہیں رہتا۔

☆ ایک مرتبہ آپ نے کسی کی امامت میں نماز ادا کی۔ نماز کے بعد امام نے پوچھا۔ آپ کوئی کام کاج تو کرتے نہیں آپ کا کھانا پینا کہاں سے چلتا ہے؟ آپ نے ناگواری سے جواب دیا۔ ذرا صبر کرو! میں نماز دوبارہ پڑھ لوں۔ تب تمہاری بات کا جواب دوں گا۔ کیونکہ جو شخص روزی دینے والے کو نہ جانے اس کے پیچھے نماز روا نہیں۔

☆ بہشت کو بغیر عمل کے طلب کرنا خود ایک گناہ ہے۔

☆ ایک شخص نے آپ سے کہا۔ میری آل اولاد بیوی بچے زیادہ ہیں اور کاروبار کم

ہے۔آپ نے فرمایا۔اپنے گھر جا! جس کو دیکھے کہ اس کا رزق مجھ سے ہے اسے گھر سے نکال دے۔جن جن کا رازق خدا تعالیٰ کو سمجھے ان کا گھر میں رہنے دینا۔

☆ جب انسان نیک ہو جاتا ہے تو اس کا ہر کام نیک ہو جاتا ہے۔

☆ اپنے آپ کو اتنا ہی ظاہر کرو جتنا کہ تم ہو۔

☆ ایک عالم کی طاقت ایک لاکھ جاہلوں سے زیادہ ہوتی ہے۔

☆ انسان کو چار چیزیں بلند کرتی ہیں علم، حلم، کرم اور خوش گفتاری۔اللہ تعالیٰ کو راضی کرو وہ تمہیں راضی کرے گا۔

☆ اگر کوئی تم پر احسان کرے تو پہلے حق تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو اور پھر اس شخص کا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسے تم پر مہربان کیا۔

☆ خود پرستی اور دنیا پرستی سے پورا جہنم تیار ہوتا ہے۔

محترم سامعین کرام! آپ نے حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں بہت کچھ سنا۔امید ہے آپ سب باتیں اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے۔بطور خلاصہ مزید سماعت فرمائیں۔

☆ کہ آپ ہمیشہ محبت الٰہی کے دریا میں غرق رہتے تھے اور دل کو مشاہدہ حق میں مشغول رکھتے تھے بارہ سال تک جنگلوں میں مجاہدہ نفس کرتے رہے طائر لاہوتی کے مقام پر فائز تھے اور فنا فی اللہ کی منزل میں یہاں تک گم تھے کہ جس طرف دیکھتے حسنِ ازلی کا مشاہدہ کرتے اور جس طرف نگاہ اٹھاتے جلوہ حسنِ یار نظر آتا تھا۔

☆ فرمایا جس چیز کو میں بارہ سال تک بیابانوں میں ریاضت کی مشقت میں تلاش کرتا رہا وہ میں نے گھر میں آسانی سے حاصل کر لی۔یعنی ایک رات والدہ نے مجھ سے پانی طلب کیا۔میں نے گھڑے میں دیکھا پانی نہ تھا میں نے سراحی میں دیکھا پانی

اس میں بھی نہ تھا چنانچہ چشمہ سے پانی لایا۔ واپس آیا تو والدہ سو گئی تھیں۔ میں پانی کا پیالہ لے کر والدہ کے سرہانے کھڑا رہا والدہ صاحبہ تہجد کے لئے بیدار ہوئیں مجھے کھڑا دیکھا تو فرمایا بایزید کیوں کھڑے ہو؟ میں نے عرض کی اس خیال سے کہ آپ بیدار ہوں اور پانی طلب کریں لیکن میں حاضر نہ ہوں تو قیامت میں ماں کے نافرمانوں میں نہ اٹھوں۔ والدہ نے تہجد کی نماز پڑھ کر دعا کی۔ اے میرے اللہ میرے بیٹے بایزید کو میری اطاعت کے صلے میں وہ چیز عطا کر دے جو اس کو بارہ سال تک ریاضت و مجاہدہ سے بھی نہیں مل سکی۔ بس پھر کیا تھا ادھر ماں نے دعا کی۔ ادھر میرے حجابات اٹھ گئے۔ سینہ کھل گیا اور میرے دل میں دریائے حقیقت و معرفت کا دریا موجزن ہو گیا۔

☆ پہلی دفعہ حج کو گئے تو صرف خانہ کعبہ دیکھا۔ دوسری بار گئے تو کعبے والے کو دیکھا۔ تیسری بار گئے تو نہ خانہ کعبہ نظر آیا اور نہ ہی کعبے والا۔ ذاتِ حق میں یہاں تک گم ہو گئے تھے کہ سوائے حق کے اور کچھ نظر ہی نہ آتا تھا۔

☆ غلبہ حال اور دریائے وحدت میں یہاں تک مستغرق تھے کہ ایک مرتبہ جذب و مستی میں پکار اٹھے سبحانی ما اعظم شانی کہ میری ذات پاک ہے اور میری شان بلند ہے۔ ہوش آیا تو مریدوں نے عرض کی آقا! آج آپ نے یہ کلمات فرمائے ہیں۔ فرمایا۔ اب کبھی مجھ سے ایسے کلمے سنو تو مجھے تلوار سے قتل کر دینا۔ چند دنوں بعد آپ پر پھر وہی کیفیت طاری ہوئی اور وہی کلمات زبان سے نکلے۔ مریدین نے تلوار ماری مگر تلوار آپ کی گردن سے پار ہو کر زمین پر آ گرتی اور آپ کا گلا نہ کٹتا۔ ہوش آیا تو غلاموں نے ماجرا سنایا تو فرمایا اب میں نہیں ہوں وہی ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ بہت مدت تک میں کعبہ کا طواف کرتا رہا ہوں اور جب میں

خدا تک پہنچ گیا تو پھر کعبہ میرا طواف کرنے لگا۔

☆ لوگوں نے سوال کیا یا حضرت فرض کیا ہے اور سنت کیا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی محبت فرض ہے اور ترک دنیا سنت ہے۔

☆ آپ سے کسی نے پوچھا کہ حق تک پہنچنے کے لیئے کیا سبیل ہے؟ فرمایا گونگے، بہرے اور اندھے بن جاؤ۔ نہ غیر سنو نہ غیر سناؤ اور نہ غیر دیکھو۔

☆ ایک مرتبہ اپنے مریدوں کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کو چلے تو اپنا اور اپنے تمام ساتھیوں کا سامان اونٹ پر لاد دیا۔ ایک مرید نے عرض کی۔ آقا! اس مسکین اونٹ پر اتنا بوجھ ڈال دیا یہ تو ظلم ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے اعتراض کرنے والے ذرا غور سے اونٹ کو دیکھو۔ اس نے دیکھا تو تمام بوجھ اونٹ کی پشت سے ایک ہاتھ اونچا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال تم سے چھپاؤں تو تم مجھ پر لعن طعن کرتے ہو اور اگر ظاہر کردوں تو تم میں اسی کو دیکھنے کی طاقت نہیں ہے۔

☆ حضرت ابو موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ جو بایزید کے ہمراز و واقف کار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ولی کامل بھی تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ اپنے سر پر عرش الٰہی کو اٹھائے پرواز کر رہا ہوں۔ صبح ہوئی تو اس خواب کی تعبیر پوچھنے کے لئے میں بایزید کی طرف گیا پتہ چلا کہ شیخ وفات پا چکے ہیں۔ جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو میں نے بہت کوشش کی جنازہ کا پایہ پکڑوں مگر میں کامیاب نہ ہوسکا اور بے تاب ہوکر بایزید کے جنازے کے نیچے گھس گیا اور جنازہ کو سر پر اٹھا لیا تو شیخ بول اٹھے کہ اے ابو موسیٰ یہ تمہاری رات کے خواب کی تعبیر ہے۔ یعنی عرش سے مراد بایزید کا جنازہ ہے۔

# حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی مناجات

آپ اپنی مناجات میں یہ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ میرے اور اپنے درمیان سے دوئی کا حجاب ختم فرمادے تاکہ میں تیری ذات میں فنا ہو جاؤں۔ اے اللہ جب تک میں خودی میں مبتلا رہا سب سے ادنیٰ رہا لیکن جب تیری معیت نصیب ہوئی اس وقت میں سب سے اعلیٰ و برتر ہو گیا۔ اے اللہ فقر و فاقہ سے تیرا قرب حاصل ہوا اور تیرے الطاف کریمانہ نے میرے فقر و فاقہ کو نیست و نابود کر دیا۔ اے اللہ میں علم و زہد نہیں چاہتا بلکہ اپنے رموز مجھ پر آشکارا فرمادے۔ اے اللہ تیرے ہی فضل نے مجھے تجھ سے روشناس کیا اور اس لئے میں تجھ پر ناز کرتا ہوں۔ اے اللہ قلب کے لئے بہترین شے تیرا الہام اور عیب کی راہوں میں سب سے افضل تیرا نور ہے اور سب سے عمدہ ہے وہ حالت جس کا انکشاف مخلوق کے لیئے دشوار ہے اور بہترین ہے وہ زبان جو تیرا وصف بیان کرنے سے قاصر ہے' کیونکہ اگر انسان تیرے اوصاف بیان کرنا چاہے تو پوری زندگی میں تیرے اوصاف کا معمولی سا حصہ بھی بیان نہیں کر سکتا۔ اے اللہ یہ بات تعجب خیز نہیں کہ میں تجھ کو اپنا دوست تصور کرتا ہوں بلکہ حیرت انگیز ہے یہ بات کہ تو مجھ کو اپنا دوست سمجھتا ہے کیونکہ مختار کل اور صاحب قوت سے اور میں ایک کمزور و محتاج بندہ ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے خوفزدہ رہتا تھا لیکن تو نے اپنے کرم سے میرا خوف دور کر دیا جس کی وجہ سے میں ہمہ اوقات مسرور و شادمان رہتا ہوں اور تو نے مجھے اپنی بارگاہ میں باریاب فرمایا جس کا میں کسی طرح بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اے اللہ میں اپنی عبادت و ریاضت پر نازاں نہیں ہوں بلکہ یہ بات قابل فخر ہے کہ تو نے اپنے احکامات کی بجا آوری کے لیئے قوت و طاقت عطا کر کے خلعت بزرگی سے سرفراز فرمایا۔ اے اللہ میرا اشمار تو ان آتش پرستوں میں کر لے جو ستر سال آتش پرستی میں مبتلا رہے اور

آخری عمر میں صحرائے گمراہی سے نکل کر وادیء ہدایت میں پہنچے اور اسلام میں داخل ہو کر ان میں تیرا نام لینے کا ذوق پیدا ہو گیا۔ اے اللہ نہ تجھے کسی سبب کی حاجت ہے اور نہ قبولیت کے لئے کسی عبادت کی اور نہ تیرے یہاں کی یہ رسم ہے کہ کثرت گناہ کی بناء پر گناہ گاروں کو کسی طرح معاف ہی نہ کرے بلکہ تجھے کلی اختیار ہے کہ جس کو چاہے معاف کر کے اپنے قرب سے نواز دے۔ اے اللہ گو میں نے اپنے نزدیک بہت ہی نیک کام انجام دیئے لیکن وہ تیری بارگاہ میں قبولیت کے ہرگز قابل نہیں لہذا ان کو نظر انداز فرما کر صرف اپنے رحم و کرم سے میری مغفرت فرما دے۔

آپ ہمہ اوقات اللہ اللہ کا ورد جاری رکھتے اور عالم نزع میں بھی آپ کی زبان پر اللہ ہی کا نام تھا اور موت سے قبل آپ نے فرمایا کہ اے اللہ میں دنیا میں بربنائے غفلت تیری عبادت سے محروم رہا اور اب آخری وقت میں بھی تیری عبادت سے غافل ہوں۔ اس کے باوجود بھی تیری رحمت کا متمنی ہوں۔ یہ کلمات زبان پر تھے کہ روح مبارک اعلیٰ علیین کی جانب پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کسی نے خواب میں آپ کو دیکھا اور سوال کیا کہ تصوف کا کیا مفہوم ہے فرمایا کہ راحتوں کو چھوڑ کر مشقتیں برداشت کرنے کا نام ہی تصوف ہے۔

وما علینا الا البلغ المبین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یوں عشق محبوب ﷺ مرا دم ساز ہوا ہے
لگتا ہے کہ اب عمر کا آغاز ہوا ہے

## چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

| | | | |
|---|---|---|---|
| ☆ | وسیلہ محبوب ﷺ | ☆ | ادب و تعظیم محبوب ﷺ |
| ☆ | گریہ محبوب ﷺ | ☆ | نور الہدیٰ ﷺ |
| ☆ | عشق خیر الوریٰ ﷺ | ☆ | عجب چیز ہے لذت آشنائی |
| ☆ | اطاعت محبوب ﷺ | ☆ | شمس الضحیٰ ﷺ |
| ☆ | شان غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ | ☆ | صاحب الجود والکرم ﷺ |
| ☆ | راحت دو جہاں ﷺ | ☆ | اسلام میں دل جوئی کا مقام |
| ☆ | لفظ ولی کا معنی و مفہوم | ☆ | اسلام میں دل شکنی جائز نہیں |
| ☆ | عقیدت کے پھول | ☆ | کیا وسیلہ سے مانگنا جائز ہے |
| ☆ | آئینہ جمال کبریا ﷺ | ☆ | وسیلتنا فی الدارین ﷺ |
| ☆ | بنا کے مصور نے توڑا قلم | ☆ | جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو |
| ☆ | محبت اور علامات محبت | ☆ | کون کہتا ہے وسیلہ سے مانگنا جائز نہیں |
| ☆ | صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد | ☆ | وبالوالدین احسانا |
| ☆ | عشق است امام من | ☆ | آنچہ خوباں ہمہ دارند |
| ☆ | رحمت دو جہاں ﷺ | ☆ | اہل ایمان سلام کہتے ہیں؟ |
| ☆ | پیکر حسن و جمال ﷺ | ☆ | اسمائے محبوب ﷺ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ☆ | عطائے محبوب ﷺ | ☆ | آمد محبوب ﷺ |
| ☆ | تبسم محبوب ﷺ | ☆ | رفعت محبوب ﷺ |
| ☆ | آداب محبوب ﷺ | ☆ | عشق صدیق رضی اللہ عنہ |
| ☆ | کلام محبوب ﷺ | ☆ | عشق بلال رضی اللہ عنہ |
| ☆ | اخلاق محبوب ﷺ | ☆ | عشق اویس رضی اللہ عنہ |
| ☆ | یاد محبوب ﷺ | ☆ | عشق جامی رحمۃ اللہ علیہ |
| ☆ | محبوب کائنات ﷺ | ☆ | عشق رومی رحمۃ اللہ علیہ |
| ☆ | گیسوئے محبوب ﷺ | ☆ | میرا محبوب ﷺ کتنا حسین ہے |
| ☆ | در محبوب ﷺ | ☆ | صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام عشق |
| ☆ | کمالات محبوب ﷺ | ☆ | افتو منون بیعض الکتاب |
| ☆ | حیات محبوب ﷺ | ☆ | علم ابن الکتاب عشق ام الکتاب |
| ☆ | صورت محبوب ﷺ | ☆ | بکھری زلفیں پریشان چہرہ |
| ☆ | سیرت محبوب ﷺ | ☆ | فان امنوا بمثل ما امنتم به |
| ☆ | فرمان محبوب ﷺ | ☆ | مالک دو جہاں ﷺ |
| ☆ | معجزات محبوب ﷺ | ☆ | تعلیمات محبوب ﷺ |
| ☆ | بزم محبوب ﷺ | ☆ | فرمودات محبوب ﷺ |
| ☆ | محبت اور محبوب ﷺ | ☆ | معجزات انبیاء وکرامات اولیاء |
| ☆ | عکس حسن محبوب ﷺ | ☆ | در قرآن نعت محبوب ﷺ |
| ☆ | تعظیم وتوقیر محبوب ﷺ | ☆ | شادی کی شرعی حیثیت |
| ☆ | اوصاف محبوب ﷺ | ☆ | پردہ کی شرعی حیثیت |
| ☆ | ذکر محبوب ﷺ | ☆ | ایصال وثواب کی شرعی حیثیت |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | حدیث کی روشنی میں | ☆ | پیام محبت |
| ☆ | اخلاق سے کام لو گر دل جیتنے ہیں | ☆ | وہ مصور کیسا ہوگا؟ |
| ☆ | نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں امن و | ☆ | اہل دل |
| | سکوں ہے | ☆ | صحیفہ عشق |
| ☆ | جنت کے مالک | ☆ | عقل و عشق |
| ☆ | جہنم کا ایندھن | ☆ | عشق اور اہل عشق |
| ☆ | قلب سلیم | ☆ | ذوق زماں |
| ☆ | آداب محبت | ☆ | خیال زماں |
| ☆ | اسلاف کا جذبہ ایثار | ☆ | باب عشق |
| ☆ | اسلاف کا شوق علم | ☆ | داستان عشق |
| ☆ | اسلاف کا اخلاق | ☆ | شمع اور پروانے |
| ☆ | اسلاف کا عشق | ☆ | فضائل و مسائل نماز |
| ☆ | حقیقت عظمت | ☆ | نماز کے طبی فوائد |
| ☆ | حقیقت عشق (۱ تا ۴) | ☆ | نماز کے روحانی فوائد |
| ☆ | حقیقت انساں | ☆ | فضائل قرآن مجید |
| ☆ | عشق کی باتیں | ☆ | سوز محبت |
| ☆ | دیوان عشق | ☆ | اعزاز محبت |
| ☆ | بخشش کے بہانے | ☆ | حقیقی محبت |
| ☆ | عاشقانہ تقریریں | ☆ | حلاوت ایمان |
| ☆ | عالمانہ تقریریں | ☆ | حقیقت ایمان |
| ☆ | درس محبت | ☆ | دعوت فکر |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ☆ | فضائل رمضان و قرآن مجید | ☆ | انما المومنون اخوة |
| ☆ | روزہ کے طبی فوائد | ☆ | خیر کم من تعلم القرآن و علمہ |
| ☆ | فضیلت علم اور صاحب علم | ☆ | محبت الٰہی کے ثمرات |
| ☆ | قرآن مجید ایک نعمت مسلسل ہے | ☆ | نور بشر کی وضاحت |
| ☆ | ہر گل، ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور | ☆ | میرے مرشد لجپال |
| ☆ | عظمت مصطفی ﷺ | ☆ | خطبات زماں (1 تا 12) |
| ☆ | امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام | ☆ | مقالات زماں (1 تا 10) |
| ☆ | حقوق مصطفی ﷺ | ☆ | مقالات عشق رسول ﷺ |
| ☆ | ورفعنا لك ذكرك | ☆ | مقالات سیرت محبوب ﷺ |
| ☆ | سلطان دو جہاں ﷺ | ☆ | مقالات صورت محبوب ﷺ |
| ☆ | نسبت محبوب ﷺ | ☆ | محبت کی لازوال داستاں |
| ☆ | جان ایماں ﷺ | ☆ | مساوات محبوب ﷺ |
| ☆ | روح ایماں ﷺ | ☆ | شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات |
| ☆ | مسلمانوں کے حقوق | | تم سے کیا محبت ہوگئی |
| ☆ | افضل الخلق ﷺ | | جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی |
| ☆ | احسن الخلق ﷺ | ☆ | کھچی ہے کہاں کٹتی ہے گردن |
| ☆ | اول الخلق ﷺ | | عشق ہے تماشہ نہیں ہے |
| ☆ | پیکر نور ﷺ | ☆ | صبر حسین بھی ہے عشق |
| ☆ | تذکرہ حسن محبوب ﷺ | | صدق خلیل بھی ہے عشق |
| ☆ | اسلام میں دوستی کا تصور | ☆ | دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے |
| ☆ | علم کی فضیلت و اہمیت قرآن و | ☆ | عارفانہ تقریریں |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ☆ | بیان عشق و محبت | ☆ | جنت اور اہل جنت |
| ☆ | مدارج عشق و محبت | ☆ | احترام سادات |
| ☆ | کرامات اولیاء | ☆ | دنیا میں جنت |
| ☆ | محبت و محبوبیت | | میری پسند |
| ☆ | ماں کی عظمت | ☆ | روحانی حکایات |
| ☆ | محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے | ☆ | گلدستہ حکایات |
| ☆ | علماء کا شرعی مقام اور معاشرتی حیثیت | ☆ | لو میرج کی شرعی حیثیت |
| ☆ | صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عشق | ☆ | صوفیاء اور عشق |
| ☆ | علماء اور عشق | ☆ | شعراء اور عشق |
| ☆ | خواص اور عشق | ☆ | عوام اور عشق |
| ☆ | حلاوت ایمان | ☆ | سلطان دو جہاں ﷺ |
| ☆ | اعزازِ محبت | ☆ | مدارجِ اہل علم |
| ☆ | عشق حقیقی و مجازی | ☆ | راہ رسمِ عشق و محبت |
| ☆ | صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیارِ ادب و محبت | ☆ | حسین محبوب ﷺ کا حسین تذکرہ |
| ☆ | تاجدار عشق | ☆ | زلفوں کے اسیر |
| ☆ | تجھ سا حسین کوئی نہیں | ☆ | جان کائنات ﷺ |
| ☆ | باعث تسکینِ دل و جان ﷺ | ☆ | عامل اور عملیات |
| ☆ | حُسن ایماں | ☆ | معجزات انبیاء علیہم السلام |
| ☆ | زندگی آمد برائے بندگی | ☆ | میرے محسن |

# فیضان پیر سیال لجپال

یہاں پر ہر قسم کی بیماری، ہر کام، مردوں عورتوں کے پوشیدہ امراض، آسیب جادو ٹونہ، اولاد کا نہ ہونا، شادی میں رکاوٹ، کاروباری بندش ہر کام قرآنی عملیات و تعویذات و اسلامی طبی اصولوں کے عین مطابق کیا جاتا ہے

جامعہ شیخ الاسلام آستانہ عالیہ چشتیہ زمانیہ
نیو پٹھان والا جنگ روڈ فیصل آباد

اوقات ملاقات

عصر تا عشاء فون پر وقت لے کر تشریف لائیں

03006661755

03176337720